دار الافتاء
جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد
مدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال: پاکستان میں اگر کوئی نصرانی یعنی عیسائی عورت جو کہ منکوحہ ہو مُسلمان ہوجائے تو اس کے لیے اپنے شوہر سے تفریق و عدت وغیرہ کے کیا احکام ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی نومسلم عورت عدت گزارے بغیر کہیں اور نکاح کرلے تو اس پر رجم کی سزا ہے یا نہیں۔

جواب: بسم اللہ حامدا ومصلیا

① اگر زوجین عیسائی ہوں اور اُن میں سے عورت مُسلمان ہوجائے تو شوہر کو اسلام پیش کیا جائے اگر شوہر اسلام قبول کرلے تو وہ زوجین اپنے نکاح پر برقرار رہیں گے۔

② اگر شوہر اسلام کی پیش کش کو زبان سے رَد کر دے یا خاموشی اختیار کرے (خاموشی کی صُورت میں احتیاطاً شوہر کو اسلام کی پیش کش تین بار کی جائے۔) تو زوجین کے درمیان تفریق کر دی جائے، اور یہ تفریق ایک طلاق بائنہ ہو گی۔

③ مذکورہ صُورت میں عورت پر عدت بھی آئے گی اور عدت کے زمانے کا خرچہ و نفقہ شوہر کے ذمّے ہو گا۔ عدت کا حُکم اس عورت کے لیے ہے جس کی رُخصتی ہوچُکی ہو۔

④ مذکورہ صُورت ہی میں اگر تفریق رُخصتی سے پہلے پیش آئی تو بیوی کو نصف مہر ملے گا اور اگر رُخصتی کے بعد پیش آئی تو کل مہر ملے گا۔

⑤ قاعدے کے مطابق عدت کا زمانہ عورت شوہر کے گھر میں گزارے گی، لیکن شوہر سے علیحدہ رہے گی، البتہ اگر عورت کو اپنے اسلام کی وجہ سے شوہر اور اس کے خاندان سے خطرہ ہو تو کسی محفوظ جگہ

پر عورت عدت گزار سکتی ہے۔

إذا اسلم احد الزوجين المجوسين أو إمرأة الكتابی عرض الاسلام علی الآخر فان اسلم فبها و الا بان أبیٰ اوسکت فرق بینهما ... و التفریق بینهما طلاق ینقص العدد لو ابی لا لو ابت لان الطلاق لا یکون من النساء

(درمختار ص ۴۲۲/۲ برحاشیہ)

(قوله أو سکت) غیرانه فی هذه الحالة یکرر علیه العرض ثلاثا احتیاطًا کذا فی المبسوط نهر

(قوله طلاق ینقص العدد) أشار الی ان المراد بالطلاق حقیقة لا الفسخ۔ فلو اسلم ثم تزوجها یملك علیها طلقتین فقط عندهما و قال ابو یوسف انه فسخ۔

ثم هذا الطلاق بائن قبل الدخول أو بعده۔ قال فی النهایة حتی لو اسلم الزوج لا یملك الرجعة قال فی البحر واشار بالطلاق الی ___ وجوب العدة علیها ان کان دخل بها لان المرأة ان کانت مسلمة فقط التزمت احکام الاسلام ومن حکمه وجوب العدة ... والی وجوب النفقة فی العدة ان کانت هی مسلمة لان المنع من الاستمتاع جاء من جهته

اما لو اسلمت و ابی الزوج فلها نصف المهر قبل الدخول وکله بعده کما فی کافی الحاکم (ردالمحتار ص ۴۲۲/۲ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) عیسائی عورت جب مسلمان ہو جائے اور وہ اپنے نصرانی یعنی عیسائی شوہر سے تفریق حاصل کیے بغیر اور عدت گزارے بغیر کسی دوسرے مُسلمان مرد سے نکاح کرلے اور صحبت بھی ہو جائے تو اس پر حد رجم نہیں لگے گی، کیونکہ شبہہ عقد موجود ہے۔ البتہ اگر ان دونوں نے یہ جانتے ہُوئے کہ ایسا نکاح کرنا جائز نہیں اس طرح کیا تو اُن کو کوئی مناسب تعزیر و سزا دی جا سکتی ہے۔

ولا حد ایضاً بشبهة العقد ای عقد النکاح عنده ای الامام کوطئ محرم نکحها وقالا ان علم الحرمة حد وعلیه خلاصه لکن المرجح فی

جمیع الشروح قول الامام فکان الفتوی علیہ أولی (در مختار)
(قولہ کوطء محرم نکحھا) ای عقد علیھا .... وأشار الی انہ لو عقد
علی منکوحۃ الغیر أمعتدتہ او مطلقتہ الثلاث ... فانہ لاحد وھو
بالاتفاق علی للاظھر ... الخ　　(رد المحتار ص ۱۶۸/۳ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)
تزوج امرأۃ ممن لایحل لہ نکاحھا فدخل بھا لاحد علیہ وان فعلہ
علی علم لم یحد ایضا و یوجع عقوبۃ فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
(رد المحتار ص ۱۶۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ: سیرۃ مبارکہ

یثرب میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکرِ خیر

اوس اور خزرج کی طویل جنگ نے ایک فریق کو اتنا دبایا کہ اس نے کسی بڑے طاقتور قبیلہ کی مدد حاصل کرنی ضروری سمجھی، چنانچہ اس فریق کا ایک وفد زمانہ حج میں مکہ پہنچا اور اُس نے قریش کو اپنا مددگار اور حلیف بنانا چاہا۔ یہ وفد اس مقصد میں تو کامیاب نہیں ہوا مگر یہ سعادت اُس کو ضرور حاصل ہوگئی کہ اس کے ایک رُکن (ایاس بن معاذ) داعیِ حق کی طرف متوجّہ ہوئے۔ یہ باقاعدہ مُسلمان تو نہیں ہوئے، مگر دعوتِ حق کے اثر سے اپنا دامن جھٹک بھی نہیں سکے۔ یہ وفد واپس یثرب پہنچا تو رودادِ سفر میں لامحالہ اس دعوت کا تذکرہ بھی شامل تھا۔ ایاس اگرچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت سے پہلے انتقال کر گئے، مگر اُن کے خاندان والوں کا یقین یہ تھا کہ اُن کی وفات اسلام پر ہوئی ہے، کیونکہ وفات کے وقت اُن کی زبان پر لاالٰہ اِلّا اللہ اور سبحان اللہ والحمد للہ اور اللہ اکبر کے کلمات جاری تھے[1]

[1] سیرت ابنِ ہشام ص ۲۵۸ ج ۱